امام ابو حنیفہؒ اور ائمہ اہلِ بیت کے باہمی روابط

تحریر: حافظ محمد اسلم' اسسٹنٹ پروفیسر' بورے والا

پہلی صدی مسلمانوں کی فتوحات کی صدی تھی۔ جس میں وہ مذہبی جوش وخروش اور جہاد فی سبیل اللہ کے عزم کے ساتھ جزیرۃ العرب سے نکلے۔ اور براعظم ایشیا' افریقہ اور یورپ کی وسعتوں میں پھیل گئے۔ نئی صدی شروع ہوئی تو ان کی توانائیوں کا رخ بھی تبدیل ہو گیا۔ تیغ وسناں کے دھنی اب اپنے ہاتھ میں قلم اور کاغذ پکڑنے لگے۔ علوم وفنون کا دامن وسیع ہونے لگا۔ نحو' حدیث اور تفسیر جیسے مختلف اسلامی علوم مرتب ہونے لگے۔ سرزمین عراق فکرودانش کا مرکز بنی۔ بالخصوص دوسری صدی کے نصف اول میں اس کے علمی افق پر فقہ کے دوایسے عظیم ستارے نمودار ہوئے کہ جن سے پھوٹنے والی کرنیں آج تک ضیاپاشیاں کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی بھاری اکثریت ان کے خیالات وافکار سے خوشہ چینی کر رہی ہے۔

ان میں سے ایک کا نام نعمان بن ثابت تھا۔ جو آگے چل کر امام ابو حنیفہؒ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ پھر مستقبل میں یہی لفظ ان کی فقہ کا نام ٹھہر گیا اور چند ہی سالوں کے اندر مشرق ومغرب میں اس فقہ کی حکمرانی قائم ہو گئی۔ دوسری عظیم المرتبت شخصیت کا نام امام جعفرؒ صادقؒ ہے۔ جعفرؒی فقہ آپ ہی کے نام سے منسوب ہے اور اہل تشیع کی اکثریت اسی فقہ کی پیروکار ہے۔

ان دونوں اماموں میں مئی مشابہات وموافقات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً تاریخ ولادت کے اعتبار سے غور کیجئے تو دونوں کا سنِ ولادت ۸۰ھ ہے۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے متعلق کہتے ہیں۔

> "میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۶ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ حج کیا۔ مکہ مکرمہ پہنچے تو مسجد حرام میں بڑا حلقہ دیکھا۔ میں نے اس حلقے کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عبداللہ بن حارثؓ کا حلقہ ہے۔ جو حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ میں آگے بڑھا تو ان کو سنا۔ وہ کہہ رہے تھے میں نے حضور ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: جس نے اللہ کے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو گا۔ اور اسے اس طرح سے رزق دے گا کہ اس کے گمان میں بھی نہ ہو"(۱)

اس روایت سے امام ابو حنیفہؒ کا سن ولادت بالکل واضح ہے۔ امام جعفرؒ کا سنِ ولادت بھی یہی ہے۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات ۱۵۰ھ اور امام جعفر صادقؒ کا سنِ وفات ۱۴۸ھ ہے(۲)اسی طرح دونوں اماموں میں مکمل معاصرت بنتی ہے۔

مکانی اعتبار سے دیکھیں تو کوفہ کا شہر امام ابو حنیفہؒ کا مسکن تھا۔ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ اسی شہر میں بسر ہوا۔ جبکہ امام جعفرؒ کا اصل مسکن مدینہ کا شہر تھا۔ البتہ ان کی زندگی کا آخری حصہ کوفہ میں گزرا اور شیعہ مکتب فکر بھی آپ کے ساتھ ہی کوفہ منتقل ہو گیا تھا(۳)

بسا اوقات علماء کی معاصرت چپقلش کا باعث بنتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم عصر عالم کی جرح کو مشکوک اور غیر معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں اماموں کے تعلقات نہایت خوش گوار اور باہمی عزت واحترام پر مبنی تھے۔ تاہم اس معاملے میں امام جعفر صادقؒ کو یہ برتری حاصل تھی کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے استاد بھی تھے۔(۴)

دوسری طرف امام ابو حنیفہؒ کو یہ سبقت حاصل ہے کہ آپ کی فقہ سب سے پہلے مرتب ہوئی۔ جس کا کچھ حصہ آپ کی زندگی میں مدون ہوا اور بقیہ حصہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جلیل القدر شاگردوں یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے جمع کیا۔ جبکہ امام جعفر صادقؒ کی مرویات واخبار چوتھی صدی میں جمع کی گئیں اور نتیجۃً شیعہ مسلک کی مستند کتب وجود میں آئیں۔ یہ اس دور کی بات ہے جبکہ عراق پر آل بویہ کی حکومت تھی جو کہ شیعہ نواز تھے۔(۵)

چونکہ امام ابو حنیفہؒ نے حج کے سلسلے میں مکہ اور مدینہ کے بیسیوں سفر کئے تھے۔ اس کے لیے نامعلوم کتنی مرتبہ آپ کی ملاقات امام جعفرؒ صادقؒ سے ہوئی ہوگی۔ تاہم تاریخ نے اس قسم کے چند واقعات اپنے اوراق میں محفوظ کئے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے لیے خیر سگالی کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً اہل سنت کی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کہا: "ما رایت افقه من جعفرؒ بن محمد الصادقؒ"(۶)(میں نے جعفر صادقؒ سے بڑی کوئی فقیہہ نہیں دیکھا)

اس قسم کی روایت امام جعفر صادقؒ سے بھی منقول ہے کہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا: "هذا ابو حنيفةؒ من افقه اهل بلده"(۷) یہ ابو حنیفہؒ اپنے علاقے کے سب سے بڑے فقیہہ ہیں۔)

کسی شخصیت کے متعلق اس قسم کی رائے اسی وقت قائم کی جا سکتی ہے جبکہ وہ اس کے علم وفضل سے پوری طرح آگاہ اور اس کے اجتہادی کمالات سے پوری طرح باخبر ہو۔ یعنی متعدد

ملاقاتوں اور علمی مباحثوں کے بعد ہی یہ فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔

باہمی میل جول کا حوالہ شیعہ کتب سے بھی ملتا ہے۔ یہ الگ بحث ہے کہ اس میں تعصب سے کام لیا گیا ہے۔ جس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔ مثلاً ایک مرتبہ قیاس سے متعلق چند سوالات میں ناکام رہنے کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے امام جعفر صادقؒ سے کہا: "جعلت فداک حدثنی لحدیث" (۸) (میں آپ پر قربان جاؤں۔ مجھے کوئی حدیث سنائیں۔ تو امام جعفرؒ نے حدیث سنائی۔

اس روایت سے محض ملاقات ہی نہیں بلکہ تلمذ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ نے حدیث سنی۔ مگر اس جگہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ قیاس کی اس بحث میں کیونکر ناکام رہے اور اعتراضات کا جواب نہ دے سکے؟

اس سلسلے میں جواب یہ ہے کہ مختلف ادوار میں ایسے لوگ موجود رہے، جنہوں نے ان ائمہ کے تعلقات کو بگاڑنے یا غلط انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ مخالفین نے غلو سے کام لیتے ہوئے جانبدارانہ رویہ اختیار کیا۔ تاکہ اپنے امام کی برتری اور دوسرے کے امام کی تنقیص ہو۔ لہٰذا یک طرفہ بیان کی بجائے دو طرفہ روایات پر غور کرنا چاہیے۔ تاکہ حقیقت واضح ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں اہل سنت کی روایت یہ ہے:

> "ابو مطیع کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام ابو حنیفہؒ کے پاس کوفہ کی مسجد میں موجود تھا۔ کہ سفیان ثوری، مقاتل بن حبان، حماد بن سلمہ، امام جعفر صادقؒ اور مختلف فقہاء آئے۔ امام ابو حنیفہؒ سے گفتگو ہوئی کہ آپ دین میں قیاس کا استعمال بہت زیادہ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمیں خوف محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے قیاس کا استعمال ابلیس نے کیا تھا۔ امام ابو حنیفہؒ نے جمعہ کی صبح سے زوال تک اس (عنوان) پر مناظرہ کیا۔ اپنا مسلک پیش کیا کہ میں پہلے کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ اور صحابہ کرام کے فیصلوں پر عمل کرتا ہوں۔ پھر قیاس کو اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ تمام علماء اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ہاتھوں اور گھٹنوں کو بوسہ دیا اور کہا آپ علماء کے سردار ہیں۔ جو کچھ ہوا اسے نظر انداز کر دیں" (۹)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے قیاس کے متعلق مخالفین کو پوری طرح

مطمئن کر دیا تھا۔اور معترضین نے آپ کی عظمت کو تسلیم کر لیا تھا۔اس دور کے علماء کی یہی خصوصیت تھی کہ کسی بھی معاملے میں ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے' اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے۔ پھر فریق ثانی کا مؤقف واضح ہونے پر اسے تسلیم کر لیتے۔

قیاس پر اعتراض کی یہ بحث کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ جیسا کہ حوالہ گزرا۔ اس سے یہ بات قطعیت سے ثابت ہوتی ہے کہ دونوں ائمہ میں مختلف مواقع پر علمی مباحث اور مذاکرے منعقد ہوئے۔ حتی کہ اسی قسم کا ایک واقعہ خلیفہ ابو جعفرؒ منصور عباسی کے دربار میں پیش آیا۔ جبکہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ سے کہا:

''لوگ جعفرؒ بن محمد کے علم و فضل کی وجہ سے ان پر فریفتہ ہو رہے ہے۔ تم کچھ مشکل سوالات تیار کر کے لاؤ۔امام صاحب نے غالباً کسی مصلحت کے تحت چالیس سوالات تیار کیئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں انہیں لے کر ابو جعفرؒ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ امام جعفرؒ اس کی دائیں طرف تشریف فرما ہیں۔ انہیں دیکھ کر میں کچھ مرعوب ہوا۔ سلام کہا اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ ابو جعفرؒ نے پہلے میرا تعارف کرایا اور پھر سوالات پیش کرنے کو کہا۔ چنانچہ میں سوال کرتا۔ وہ جواب فرماتے۔ تمہارا مسلک یہ ہے۔ اہل مدینہ کا مسلک یہ ہے اور ہماری رائے اس مسئلے میں یہ ہے۔

اس طرح وہ اپنی رائے میں کبھی اہل مدینہ کی موافقت کرتے اور کبھی ہمارا ساتھ دیتے۔ یہاں تک کہ میں نے چالیس سوالات پورے کر دیئے۔ انہوں نے کسی بھی مسئلے میں گڑبڑ نہیں کی۔(۱۰)

مندرجہ بالا روایات کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان ائمہ کے درمیان مختلف مقامات اور متعدد مواقع پر ملاقتیں ہوتی رہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ امام جعفر صادقؒ' امام ابو حنیفہؒ کے مسلک سے باخبر تھے۔ جس سے گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

منصور کے دربار میں اس مذاکرے کا مقصد' امام جعفر صادقؒ کو نیچا دکھانا نہیں بلکہ محض حکمران کے عتاب سے بچنے کے لیے کاروائی ڈالنا ہوگا تاکہ منصور جیسے کینہ پرور انسان کو ظاہری طور پر مطمئن کیا جاسکے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ وہ امام جعفر صادقؒ کو کسی بھی طرح آزمائش میں ڈالنے کا سوچ سکتے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ تو امام جعفر صادقؒ کے نہایت عقیدت مند تھے اور خلیفہ منصور کے شدید مخالف تھے۔ اسی کے لیے آپ نہ اس کے عطایا قبول کرتے تھے(۱۱) اور نہ ہی قضا کا عہدہ قبول کیا(۱۲) جیسا کہ آئندہ

امام ابراہیم کے خروج کے قصے سے معلوم ہوگا کہ امام ابو حنیفہؒ خلیفہ منصور کے مخالف تھے اور اس کی حکومت کا خاتمہ چاہتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام محمد باقرؒ کی ملاقاتیں

آپ کا نام محمد بن علی کنیت ابو جعفرؒ اور شہرت امام باقر کے نام سے ہے۔ آپ کا سنِ وفات ۱۱۴ھ ہے۔(۱۳) آپ فرقہ امامیہ کے پانچویں امام ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کو ان سے بھی ملاقات اور تلمذ حاصل ہے۔ جیسا کہ اہل تشیع کے علامہ محسن الامین کا قول ہے :

"وروی عنه(الباقر)وسن الفقهاء نحوابن مبارک والزاهی والاوزاعی وابی حنیفة"(۱۴) یعنی عبداللہ بن مبارک، امام زہری، امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ جیسے فقہاء نے امام باقر سے روایت کی ہے۔

تاریخ و مناقب کی کتب کا مطالعہ کریں تو متعدد مواقع پر دونوں ائمہ کی ملاقاتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی ملاقات غالباً اس وقت ہوتی ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ قیاس میں مشہور ہو چکے تھے اور اسی قیاس کی بناء پر مخالفین و معاندین نے امام باقرؒ کو بد ظن کیا ہوا تھا۔ اسی کے لیے امام باقرؒ نے ابو حنیفہؒ کا اپنی مجلس میں بیٹھنا بھی پسند نہ کیا۔ پھر جب آپ نے اپنی صفائی پیش کی اور مختلف مثالوں سے قرآن و حدیث کی اولیت اور آخری درجہ میں قیاس کے استعمال کی ضرورت واضح کی تو وہ مطمئن ہو گئے۔ اور عزت و تکریم کا مظاہرہ کیا۔(۱۵)

اہل سنت کی روایت میں دونوں ائمہ کی دوسری ملاقات کا واقعہ اس انداز میں مرقوم ہے۔

امام ابو حنیفہؒ، امام محمد باقرؒ سے ملنے کے لیے داخل ہوئے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے دادا کی سنت کو ایسے وقت میں زندہ کریں گے جبکہ وہ مٹ چکی ہو گی۔ تو مصیبت زدہ کا مددگار۔ پریشان کا غم گسار ہو گا۔ حیران و پریشان لوگ تجھ سے سوالات کریں گے۔ تو انہیں واضح راستہ دکھائے گا۔(۱۶)

ا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام باقر پہلے سے ہی امام ابو حنیفہؒ سے متعارف تھے۔ یعنی یہ پہلی ملاقات نہیں تھی۔

اا۔ امام محمد باقرؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی خصوصی قدر و منزلت کی اور انہوں نے مستقبل میں وابستہ اپنی امیدوں کا کھل کر اظہار کیا۔ نیز قیاس کی وجہ سے آپ کی ذات پر کسی قسم کا اعتراض بھی نہیں کیا۔ کیونکہ سابقہ ملاقات میں آپ اس کی وضاحت کر چکے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام موسیٰ کاظمؒ

آپ حضرت امام جعفر صادقؒ کے فرزند اور امام باقرؒ کے پوتے ہیں۔ آپ کا سنِ ولادت ۱۲۸ھ ہے۔(۱۷)اس کے لیے امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ آپ کی معاصرت کم بنتی ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۲سال ٹھہرتی ہے۔ پھر بھی دونوں ائمہ میں مختلف مواقع پر ملاقات کا ثبوت ملتا ہے۔

اہل سنت کی روایت میں ملاقات کا واقعہ اس انداز میں درج ہے کہ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ امام موسی بن جعفرؒ نے آپ کو دیکھا تو کہا: نعمان نامی فقیہ آپ ہیں؟ آپ نے کہا: ہاں۔ آپ نے کس طرح پہچانا؟ امام موسی نے جواب دیا۔ "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود"(۱۸)(ان کی علامت چہروں پر سجدوں کے نشانات ہیں)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ائمہ کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ تاہم امام موسی کاظمؒ پہلے سے غائبانہ طور پر آپ سے متعارف تھے۔ پیشانی پر کثرتِ سجود سے پیدا شدہ نشان دیکھ کر پوری طرح سمجھ گئے۔ اس واقعہ کا تعلق غالباً امام ابو حنیفہؒ کی زندگی کے آخری سالوں سے ہوگا۔ جبکہ آپ پوری طرح مشہور و معروف ہو چکے تھے۔ بالخصوص خلیفہ منصور کے ہاں زیر عتاب ہونے کی وجہ سے آپ کی عزت و شہرت مزید بڑھ گئی تھی۔ بہر حال اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ امام موسی کاظم کے دل میں امام ابو حنیفہؒ کی کیا قدر و منزلت تھی۔

کتب شیعہ سے دونوں ائمہ کی ملاقات کا واقعہ اس طرح سامنے آتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ علمِ کلام کا مسئلہ سمجھنے کے لیے امام جعفرؒ سے ملنے گئے۔ امام موسی کاظم باہر نکلے اور انہوں نے آپ کو یہ مسئلہ سمجھایا۔(۱۹)اسی روایت کے ذریعے باہمی ملاقات کا ثبوت تو درست بن سکتا ہے مگر جہاں تک مسئلہ سمجھانے کا معاملہ ہے۔ یہ بات درایت کے اعتبار سے توجہ طلب ہے کیونکہ جب امام موسی کاظم، امام ابو حنیفہؒ کو یہ مسئلہ سمجھاتے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر بارہ سال بھی ہو تو یہ واقعہ ۱۴۰ھ کا بنتا ہے۔ لیکن اس وقت امام ابو حنیفہؒ فقہ میں ہمہ تن مصروف تھے۔ اور علم کلام کو مقابلتاً غیر مفید سمجھتے ہوئے چھوڑ چکے تھے۔ لہذا اس عمر میں علمِ کلام کا مسئلہ سمجھنے کے لیے جانا اور کم عمری میں امام موسی کاظم کا یہ مسئلہ سمجھانا خاصا غور طلب ہے۔ غالی قسم کے عقیدت مند لوگوں کے لیے اپنے امام کی تعریف و برتری کی خاطر اس قسم کے واقعات منسوب کرنا معمولی چیز ہے۔ جبکہ درایت کے اعتبار سے وہ محلِ اشکال ہوتے ہیں۔ اور تحقیق کی کسوٹی پر پورے نہیں

اتر تے۔

بہر حال ان روایات سے مجموعی طور پر ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ان ائمہ کے یہ تعلقات کسی قسم کے سیاسی، مالی یا خود غرضی کے مفادات پر مبنی ہونے کی بجائے اعلیٰ مقاصد کے حامل تھے۔ یعنی جب بھی آپس میں ملاقات ہوتی۔ کسی نہ کسی علمی مسئلہ پر بحث ہوتی۔

مندرجہ بالا بحث کا تعلق اہل بیت کے ان تین جلیل القدر ائمہ سے تھا جو ابو حنیفہؒ کے ہم عصر تھے۔ اور ان سے آپ کی ملاقات رہی۔ اب دیگر ائمہ کی بحث دیکھئے جو آپ کے ہم عصر تھے اور ان کے ساتھ بھی آپ کے گہرے تعلقات تھے۔

ابو حنیفہؒ اور امام زیدؒ : اہل تشیع کا ایک گروہ امام زیدؒ کی طرف نسبت کی وجہ سے زیدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ گروہ یا فرقہ زیادہ تر ملک یمن میں آباد ہے۔ آپ کا نام زیدؒ بن علی تھا اور آپ امام باقرؒ کے بھائی تھے۔ زیدیہ فقہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ آپ کا سنِ ولادت ۱۲۲ھ ہے۔ (۲۰) جبکہ اموی حکمران ہشام بن عبدالملک کے خلاف آپ نے خروج کیا۔ اہل کوفہ کی بد عہدی اور قلتِ اصحاب کی وجہ سے آپ میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ آپ کے تعلقات کا ثبوت اس مندرجہ ذیل واقعہ کے حوالے سے ملتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے :

"زیدؒ بن علی نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف پیغام بھیجا جس میں انہیں اپنے پاس بلایا تھا۔ ابو حنیفہؒ نے آپ کے قاصد سے کہا۔ اگر مجھے یقین ہو تا کہ لوگ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اور پوری طرح آپ کا ساتھ نبھائیں گے۔ تو یقیناً میں بھی ان کے ساتھ ہو تا اور ان کے مخالفین سے جہاد کرتا۔ کیونکہ آپ سچے امام ہیں۔ لیکن مجھے خدشہ ہے کہ وہ لوگ اسی طرح آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے جیسے آپ کے آباء اجداد کا ساتھ چھوڑا تھا۔ تاہم میں مال کے ذریعے ان کی مدد کروں گا۔ تاکہ وہ اپنے دشمنوں کے خلاف قوت پکڑ سکیں۔ پھر آپ نے قاصد سے کہا۔ میری طرف سے معذرت پیش کرنا اور دس ہزار دراہم کی رقم بھیجی۔ دوسری روایت کے مطابق بیماری کی وجہ سے معذرت کی جو کہ ان ایام میں لاحق ہو گئی تھی۔ اور اسی کی وجہ سے آپ پیچھے رہ گئے۔ ایک اور روایت کے مطابق ان کے ہمراہ جہاد کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے کہ۔ ان کے ساتھ نکلنا اسی طرح ہے جیسا کہ حضور ﷺ جنگ بدر کے موقعہ پر نکلے تھے۔ پھر آپ سے

سوال ہوا کہ آپ کیوں پیچھے رہتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔ پھر جب کبھی امام زیدؒ کے قتل کا ذکر ہوتا آپ رونے لگتے۔(۲۱)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زیدؒ کے ساتھ' امام ابو حنیفہؒ کے دیرینہ مراسم تھے اور ان کے خروج کے پروگرام کو وہ پہلے سے جانتے تھے۔ جہاں تک امام ابو حنیفہؒ کی عدم شرکت کا سبب ہے تو اس کی تین وجوہات ذکر کی گئی ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایک وجہ ہو۔ نیز تینوں وجوہات اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ بعض اوقات کئی موانع اکٹھے بھی پیش آجاتے ہیں۔

اس روایت کے آخری حصے سے تو امام زیدؒ کے ساتھ' امام ابو حنیفہؒ کے قلبی تعلق کا اظہار ہوتا ہے یعنی آپ ان کی شہادت کا ذکر سن کر رونے لگتے کہ علم و فضل کی حامل ایک عظیم شخصیت بے وفائی کی بھینٹ چڑھ گئی۔ نیز اس واقعہ سے امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی بصیرت کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ آپ اہل کوفہ کے مزاج شناس تھے۔ ان کی سابقہ تاریخ اور فطری بد عہدی کی وجہ سے انہیں ناقابل اعتبار سمجھتے تھے۔ یہ بعینہ وہی صورتِ حال تھی جس کا مظاہرہ خود امام جعفرؒ صادقؒ نے بھی کیا تھا۔ جیسا کہ روایت ہے کہ :

> "ایک مرتبہ آپ کے شاگرد سُدیر نے کہا: ہمارے ساتھ لاکھوں افراد ہیں۔ حالات انتہائی برے ہیں۔ پھر آپ کے لیے بیٹھنا کیونکر مناسب ہے۔ (خروج کریں) آپ (امام جعفرؒ) نے رازداری اور تنہائی میں بات کرنے کی خاطر اس کو جنگل کی طرف چلنے کی دعوت دی۔ چنانچہ سُدیر کے قول کے مطابق ہم ایک سرخ زمین میں پہنچے۔ وہاں ایک لڑکے کو بکریاں چراتے ہوئے دیکھا پھر کہا اے سُدیر: اللہ کی قسم! اگر میرے ساتھ ان بکریوں کی تعداد کے مطابق ساتھ ہوتے تو میرے کے لیے بیٹھنا جائز نہ ہوتا۔ میں نے ان بکریوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد سترہ تھی۔(۲۲)

یعنی امام جعفرؒ کی دلی خواہش تھی کہ خروج کریں مگر اصحاب کی قلت اور ان کی بے وفائی کے خدشہ سے عملی کاروائی میں حصہ نہ لیا۔ اس طرح امام ابو حنیفہؒ اور امام جعفرؒ کی سیاسی بصیرت اور نظریاتی ہم آہنگی واضح ہوتی ہے۔ امام زیدؒ کے خروج کے موقعہ پر امام ابو حنیفہؒ نے مالی معاونت کی جبکہ امام جعفرؒ نے زبانی حمایت کی۔ چنانچہ بعض لوگ خروج سے قبل امام جعفرؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ زیدؒ ہم سے بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ امام جعفرؒ نے کہا ضرور کرو۔

کیونکہ بخدا وہی ہم میں سب سے افضل و بہتر شخص اور سردار ہیں۔(۲۳)

بہر حال اعلائے کلمہ حق کی خاطر آپ نے بھرپور کوشش کی۔ گو نتائج آپ کے خلاف رہے۔ دوسری طرف امام ابو حنیفہؒ اور امام جعفرؒ صادق ؒ زیادہ نبض شناس ثابت ہوئے۔ یعنی حالات کا صحیح اندازہ لگایا اور ذاتی طور پر میدان جنگ میں نہیں اترے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام ابراہیمؒ

سیاسی معاونت کا اسی قسم کا دوسرا واقعہ امام ابراہیمؒ کے حوالے سے ہے۔ جو کہ اہل بیت کی دوسری شاخ یعنی امام حسن سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ان کے پوتے تھے۔ سن ۱۴۲ھ کا واقعہ ہے(۲۴) کہ امام محمد نفس زکیہ نے مدینہ میں عباسی خلیفہ ابو جعفرؒ منصور کے خلاف خروج کیا۔ اس کے متصلاً بعد ان کے بھائی امام ابراہیمؒ نے عراق کے علاقے میں خروج کیا اور بصرہ کے ارد گرد کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت بھی امام ابو حنیفہؒ ' امام ابراہیم کے شدید حامی تھی جیساکہ زفر بن ھذیل سے منقول ہے :"کان ابو حنیفة یجھر بالکلام ایام ابراھیم جھاداً شدیداً"(۲۵)(ابراہیم کے خروج کے دنوں میں امام ابو حنیفہؒ نہایت جوش سے اعلانیہ طور پر گفتگو کرتے۔ ان حالات کی بناء پر میں نے کہا جب تک ہماری گردنوں میں رسیاں نہ ڈال دی جائیں آپ باز نہ آئیں گے۔)

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو حنیفہؒ اور ائمہ اہل بیت کے درمیان دوطرفہ تعلقات کا یہ سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔ جانبین میں اعتماد کی فضا تھی۔ اہم مواقع پر ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرتے اور ممکن حد تک مدد کرتے۔

امام ابو حنیفہؒ اور اہل تشیع عوام

ائمہ اہل بیت کے باہمی تعلقات کے بعد دوسرا رخ یہ ہے کہ عوام کے ساتھ ان کا رویہ کس قسم کا تھا؟ جب ہم یہ یقین کریں کہ ان ائمہ کا ظاہر و باطن ایک تھا تو پھر جس طرح وہ ایک دوسرے کے لیے محبت و احترام کے جذبات رکھتے تھے۔ اسی طرح عوام کے لیے بھی ہمدردی کے احساسات رکھتے تھے۔ اس مقصد کے لیے بھی جانبین سے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔

عباسی خلیفہ ابو جعفرؒ منصور کے دور کا واقعہ ہے کہ اہل موصل نے بغاوت کر کے نقض بیعت کا ارتکاب کیا۔ یہاں کی اکثریت شیعانِ علی پر مشتمل تھی۔ منصور نے ان سے معاہدہ کر رکھا

تھا کہ اگر وہ حکومت کے خلاف بغاوت کریں گے تو خلیفہ پر ان کا خون بہانا جائز ہوگا۔ منصور نے ارادہ کیا کہ موصل پر فوج کشی کر کے راتوں رات انہیں قتل کر ڈالے۔ اس معاملے میں جواز کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے فقہاء کو جمع کیا (اس جماعت میں امام صاحب بھی موجود تھے) اور یہ مسئلہ پوچھا۔ اس پر ایک فقیہ نے کھڑے ہو کر خلیفہ کو جواب دیا۔ بلاشبہ آپ کو ان لوگوں پر پورا اختیار حاصل ہے۔ اگر آپ معاف کر دیں تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ آپ اس کے اہل ہیں اور اگر آپ سزا دیں تو یہ لوگ اس کے سزاوار ہیں۔

اب منصور نے خاص طور پر امام ابو حنیفہؒ کی رائے طلب کی تو امام صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا:

> "یا امیر المؤمنین! اگر انہوں نے آپ کے لیے اپنا خون مباح کیا ہے تو یہ ایسی چیز ہے جو شرعاً ان کے اختیار سے باہر ہے۔ آپ ہی ارشاد فرمائیے اگر کوئی عورت بغیر نکاح یا ملک یمین کے کسی مرد کو اپنے تئیں سپرد کر دے تو کیا وہ اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ (۲۶)

منصور نے کہا ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ اہل موصل پر حملہ کرنے سے باز آگیا۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں کو کوفہ واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اس روایت سے چند اہم نکات سامنے آگئے ہیں:

i۔ نص بیعت اور معاہدے کی خلاف ورزی کی صورت میں بھی امام ابو حنیفہؒ شیعہ عوام کا قتل جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ پھر عام حالات میں اس طرح کا اقدام کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

ii۔ اس نازک موقعہ پر امام ابو حنیفہؒ نے قیاس کا اصول استعمال کر کے خلیفہ منصور کو قائل کر لیا اور اسے اپنا ہم نوا بنا لیا۔ اس سے قیاس کی افادیت اور ہمہ گیری ظاہر ہوتی ہے۔

iii۔ بعض علماء ظاہر بین اور سطحی قسم کے ہوتے ہیں۔ ان کی نگاہیں حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر رہتی ہیں کہ ان کے فتویٰ کے نتیجے میں ملک میں امن و سکون پیدا ہوگا۔ یا فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ اس طرح وہ لاشعوری طور پر خود غرض عناصر کو تقویت فراہم کر دیتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی اس رائے اور فیصلے کے بعد شیعہ علماء کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو تاکہ دونوں

رخ واضح ہوں۔ تقیہ کا مسئلہ شیعہ امامیہ کا ایک مشہور اصول ہے۔اس کی بحث میں شیخ محمد رضا مظفر اس طرح رقم طراز ہیں۔

”جن اعمال کی وجہ سے نفوسِ محترمہ کا قتل لازم آئے۔باطل کو رواج حاصل ہو۔دین میں فساد پیدا ہو۔مسلمانوں میں گمراہی آئے۔یا ظلم وجور کا افشاء ہو تو تقیہ کرنا حرام ہو جاتا ہے۔بہر حال امامیہ کے نزدیک تقیہ کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی گوریلا جماعت بنائی جائے۔جس کا مقصد فساد اور تخریب کاری ہو(۲۷)

معلوم ہوا کہ قتل وغارت دہشت گردی یا تخریب کاری شیعہ مسلک میں بھی جائز نہیں

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل سنت اور ائمہ اہل بیت کے درمیان ہمیشہ عزت واحترام' محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم رہی۔وہ لوگ نہ تو خود ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے تھے اور نہ ہی عوام کو اس مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ اس دور میں سیاسی اور نسلی بنیادوں پر تو جنگیں برپا ہوئیں۔لیکن مذہبی اختلاف کی بناء پر نہ کبھی جنگ ہوئی اور نہ ہنگامہ کھڑا ہوا۔سقوط بغداد کے وقت اس قسم کے حالات پیدا ہوئے مگر اس کے جو انتہائی بھیانک نتائج نمودار ہوئے وہ ہماری تاریخ ہی کا سیاہ باب نہیں بلکہ روئے ارض پر عبرت انگیز مظاہر تھے۔وہ اتنا بڑا قومی المیہ تھا کہ اس کی تلافی تو کجا'اس کے نقصانات کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

ائمہ کرامؒ کی یہ تعلیمات ہماری تاریک راہوں کے لیے مشعل ہیں۔ان کی عظمت وتقدس کا تقاضا ہے کہ ان کے پیروکار اپنی ضد' تعصب اور ہٹ دھرمی کے خول سے باہر نکلیں۔ اپنے ائمہ کے کردار کو اپنائیں اور باہمی رواداری اور خیر وصلاح کی سمت گامزن ہوں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ مسند امام اعظم، ص ۳۶، حامد اینڈ کمپنی، مدینہ منزل اردو بازار، لاہور

نوٹ : اس روایت سے امام ابو حنیفہؒ کی تابعیت اور صحابی سے روایت بھی ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ وفیات الاعیان، جز ۱ : ۳۲۸، ابن خلکان شمس الدین، مکتبہ قم ایران

۳۔ مقدمہ الروضۃ البہیہ فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ، ۳۰، مکتبہ علمیہ اسلامیہ تہران، ایران

۴۔ مناقب الامام اعظم، ۱ : ۴۲، موفق بن احمد مکی، مطبع مجلس علمی دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن، ۱۳۲۱ھ

۵۔ مقدمہ الروضۃ البہیہ فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ، ۱۸۹

۶۔ مناقب الامام الاعظم، ۱ : ۵۳، للموفق

۷۔ ایضاً ۲ : ۳۳ للموفق

۸۔ بحار الانوار، ۴ : ۱۳، شیخ محمد باقر مجلسی، اصفہان، ایران

۹۔ کتاب المیزان، ۱ : ۶۱، عبد الوہاب شعرانی، مطبع ازہر، مصر

۱۰۔ مناقب الامام الاعظم، ۳۷، للموفق

۱۱۔ مناقب الامام الاعظم، ۲ : ۲۴، للموفق

۱۲۔ مناقب الامام الاعظم، ۱ : ۲۳۳، محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز کردری، مطبع مجلس علمی حیدر آباد دکن

۱۳۔ تاریخ التشریع الاسلامی، ۹۲ محمد الخضری علامہ، صدیقی پبلیشرز، لاہور

۱۴۔ اعیان الشیعہ، ۳۶۰، علامہ سید محسن الدین مطبع دمشق

۱۵۔ مناقب الامام الاعظم، ۱ : ۲۶۸، للموفق

۱۶۔ مناقب الامام الاعظم، ۱ : ۳۱ للکردری

۱۷۔ تذکرۃ الاطہار، ۳۷۷، شیخ مفید، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور

۱۸۔ مناقب الامام الاعظم، ۱ : ۲۵۱ للکردری

۱۹۔ بحار الانوار، ۱۱ : ۲۸۵، شیخ محمد باقر مجلسی، مطبع اصفہان، ایران

۲۰۔ تاریخ طبری، ۶ : ۲۹۰، ابو جعفرؒ محمد بن جریر طبری، نفیس اکیڈمی، کراچی

۲۱۔ مناقب الامام الاعظم، ۱: ۲۶۱، للموفق

۲۲۔ الشافی، ترجمہ الکافی، ۲: ۲۶۷، مترجم، مظفر حسین

۲۳۔ تاریخ طبری، ۶: ۲۹

۲۴۔ تاریخ طبری، ۷: ۲۷۴

۲۵۔ تاریخ بغداد، ۱۳، ۳۳۰، خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی، مکتبہ قاہرہ ۱۹۳۱ء

۲۶۔ الکامل لابن الاثیر، ۵، ۲۱۷، مناقب لابن البزاز، ۲: ۱۷، ماخوذ از امام ابو حنیفہ، ۸۰ ابو زہرہ
شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیکیشنز، لاہور، کراچی

۲۷۔ عقائد الامامیہ، ۱۱۵، شیخ محمد رضا مظفر، قم، ایران

امتِ مسلمہ کے فکری اعتدال کا علمبردار علمی و تحقیقی مجلہ ...... محدثین کی علمی روایات کا امین اور فکری تحریک کا ترجمان

ماہنامہ **محدث** لاہور

علم وادب کے مرکز لاہور سے بتیس سال سے شائع ہونے والا پاکستان کا مقبول ترین علمی و تحقیقی مجلہ

علماء، دانشور، وکلاء، خطباء، طلباء اور اہلِ فکر ونظر کی اوّلین پسند

☆ ۳ سال سے نئی آب وتاب کے ساتھ ہر ماہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے ☆

خوبصورت کمپوزنگ، معیاری سفید کاغذ، دیدہ زیب طباعت، ۸۰ صفحات

ہر شمارے میں ۵ سے زائد اہم مضامین جن میں سے ہر ایک اپنے موضوع پر مکمل کتابچہ ہے

قومی اُمور پر اسلامی نقطہ نظر، کتاب وسنت، فقہ واجتہاد، ایمان وعقائد اور دار الافتاء کے مستقل سلسلے

اسلام اور جدید مغربی اَفکار پر ہر ماہ اہم مضامین ...... نامور محققین، معروف علماء کی تحریریں

عالم اسلام کی علمی تحریکوں کا تعارف وتبصرہ اور منتخب عربی مضامین کے تراجم

محدث میں شائع ہونے والے مضامین اکثر دینی جرائد اور اخبارات دوبارہ شائع کرتے ہیں!

جدید سودی نظریات اور اسلام، جادو کے شرعی توڑ، اسلام کے لئے کمپیوٹر کے استعمالات، مغربی تحریکِ نسواں وغیرہ کے موضوعات پر محدث کے مضامین منفرد اہمیت رکھتے ہیں!

اگر آپ غور وفکر کا رجحان اور لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں تو محدث ہی آپ کی تشنگی کو دور کرسکتا ہے!

نمونہ کا پرچہ مفت منگوانے کیلئے صرف ایک فون کریں ...... گھر بیٹھے سال بھر وصول کرنے کیلئے ۲۰۰ روپے منی آرڈر کریں

ماھنامہ محدث: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700 فون: 5866396, 5866476